Md Minhajuddin
Guest Teacher, Department of Urdu.
D. B. COLLEGE, JAYNAGAR
LNMU, DARBHANGA, (BIHAR)

مرثیہ نگاری کا فن اور اجزا

(۲)

مرثیہ کے اجزا:

فن مرثیہ نگاری کا تعلق کسی کی وفات پر رنج وغم کا نظمیہ اظہار سے ہے، جس میں مرنے والے کے اوصاف اور اس کی خوبیوں کا بیان ہوتا ہے۔ چونکہ اردو شاعری میں مرثیہ نگاری کا بنیادی اور اہم موضوع واقعات کربلا ہے لہذا مرثیہ میں واقعات کی تصویر کشی کے لئے منظر نگاری اور جذبات نگاری پر خصوصی توجہ دیا جاتا ہے، اور واقعات کی پیشکش میں رزم آرائی کو خاص اہمیت حاصل ہے اس لئے مرثیہ نگار کا رزم نگاری پر بھی خاص زور ہوتا ہے۔ گویا اردو میں مرثیہ نگاری کا بنیادی موضوع واقعات کربلا کا بیان ٹھہرا جو شخصی مرثیہ سے زیادہ وسیع ہے، گرچہ اردو میں شخصی مرثیہ بھی لکھے جاتے ہیں لیکن سانحۂ کربلا کا تفصیلی بیان اردو میں مرثیہ نگاری کی اساس ہے۔ واقعات کربلا اسلامی تاریخ میں پیش آنے والا ایک اہم واقعہ ہے، جس میں ذیلی واقعات کی تعداد بھی خاصی ہے، اور یہ واقعات ایک خاص ترتیب میں پیش آئے ہیں، لہذا ان واقعات و بیانات کو ایک ترتیب میں بیان بھی کیا جاتا ہے تاکہ ایک تسلسل قائم رہے۔ مرثیہ کو یہ ترتیب اس کے اجزا سے حاصل ہوا، مرثیہ کے اجزائے ترکیبی حسب ذیل ہیں۔۔ چہرہ، سراپا، رخصت، آمد، رجز، رزم، شہادت اور بین۔

اجزائے مرثیہ کی تفصیلی تعریف:

۱۔ چہرہ:

مرثیہ کا آغاز چہرہ سے ہوتا ہے جسے مرثیہ کی تمہید بھی کہا جاتا ہے۔ اس حصے میں مختلف موضوعات کے تحت شاعر مناظر فطرت کی عکاسی، صبح وشام کا بیان کرتا ہے، کبھی کبھی اپنے کلام یا شعر کی تعریف یا شاعرانہ تعلّی سے بھی شاعر مرثیہ کا آغاز کرتا ہے۔ مرثیہ میں چہرہ، قصیدہ کی تشبیب کی طرح ہوتا ہے جس میں شاعر مرثیہ کا آغاز حمد، نعت، منقبت، مناجات وغیرہ سے

کرتا ہے۔اس کے علاوہ اصحاب کربلا کا سفر،سفر کے پر خطر حالات،موسم کا بیان،گرمی کی شدت ، پیاس کی کیفیت وغیرہ جیسے مناظر اور ماحول کو تشبیہات و استعارات اور صنائع و بدائع کی زرتابی کے ساتھ قلم بند کرتا ہے۔مثال کے طور پر چہرہ کا ایک بند دیکھیں جس میں میر انیس نے صبح کا منظر کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

وہ دشت، وہ نسیم کے جھونکے، وہ سبزہ زار — پھولوں پہ جا بہ جا وہ گہر ہائے آبدار

اٹھنا وہ جھوم جھوم کے شاخوں کا بار بار — بالائے نخل ایک جو بلبل تو گل ہزار

خواہاں تھے زیب گلشن زہرا جو آب کے

شبنم نے بھر دیئے تھے کٹورے گلاب کے (انیس)

۲۔ سراپا:

مرثیہ کے اس حصہ میں شاعر مرثیہ کے کردار کا سراپا بیان کرتا ہے۔سراپا میں ہیرو کی خوبیاں، اس کی خصوصیات، قد وقامت، اطوار وخصائل بیان کئے جاتے ہیں، غرض کہ ہیرو کا ایسا پیکر تراشا جاتا ہے کہ ہیرو کا کردار قاری یا سامع کی نظروں میں مجسم ہو جاتا ہے۔عام طور پر اس حصہ میں حسینی خیمہ کے افراد کا سراپا بیان کیا جاتا ہے، لیکن کبھی کبھی لشکر یزید کے افراد کا بھی سراپا لکھا گیا ہے۔سراپا لکھنے میں شاعر اپنا زور قلم صرف کرتا ہے، ایک طرف شاعر جہاں اصحاب کربلا سے اپنی عقیدت کا بھرپور اظہار کرتا ہے تو وہیں اگر یزیدی لشکر کا سراپا لکھتا ہے تو باطل سے تنفر کا احساس ہوتا ہے۔مثال۔۔۔

ہم شکل مصطفیٰ کا ہے کیا حسن کیا جمال — صبحِ جبیں بھی اور شبِ گیسوئے بھی بے مثال

یہ لب یہ خط یہ چشم یہ ابرو یہ رخ یہ خال — یاقوت و مشک و نرگس و نجم و مہ و ہلال

اک گل پہ یاں ہزار طرح کی بہار ہے

چہرہ نہ کہیے قدرتِ پروردگار ہے (انیس)

۳۔ رخصت:

جنگ کے لئے جانے سے قبل ہیرو کا امام سے اجازت لینا، اور پھر اس کا اپنے عزیز واقارب سے ملاقات، اہل وعیال کا جنگ کے لئے ہیرو کو رخصت کرنا، یہ تمام واقعات ومناظر رخصت کے تحت آتے ہیں۔میدان جنگ میں جانے کے لئے حسینی خیمہ کے بہادروں کو رخصت کرنے کا منظر نہایت دلسوز ہوتا ہے، دل کو مضبوط کر کے بھرپور قوتِ ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے

رشتہ دار رخصت کرتے ہیں۔ اس موقع پر وداع کرنے والے عزیزوں اور پیاروں کے جذبات، محبت اور قوت ایمانی کے جو مرقعے اردو مرثیوں میں کھینچے گئے ہیں وہ قابل تعریف ہیں۔ مثال:۔

اکبر نے جو طلب کی رضا دشتِ وفا　　　حالت ہوئی تغیر شہ ارض و سماء کی
فرمایا میں راضی ہوں جو مرضی ہو خدا　　　چھوڑیں گے قدم راہ نہ تسلیم و رضا کی
اکبر کی جدائی کا تو مجھ کو نہیں غم ہے
تصویر بنی مٹتی ہے یہ رنج و الم ہے　(دبیر)

۴۔ آمد:

میدان جنگ میں جنگجو کی آمد کو اس حصے میں بیان کیا جاتا ہے۔ جنگ کے لئے ہیرو کی آمد کا یہ منظر بڑا ولولہ انگیز ہوتا ہے، اس حصے میں شاعر جوش وخروش سے سرشار نظر آتا ہے، اس کی جذباتیت عروج پر ہوتی ہے۔ شاعر ہیرو کی طاقت، شجاعت، بہادری اور دلیری کا ایسا نقشہ کھینچتا ہے کہ دشمن خیمے میں خوف و ہراس طاری ہو جائے۔ مرثیہ میں آمد کا حصہ رخصت اور رجز سے جڑا ہوتا ہے، لہذا آمد کا منظر زیادہ طویل نہیں ہوتا، اس حصے میں شاعر ایک ایسی فضا تیار کرتا ہے یا منظر کی پیشکش کرتا ہے جس سے دشمن کے دل میں خوف پیدا ہو جائے۔ کبھی کبھی آمد کے موقع پر گھوڑے کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔ مثال:۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے　　　رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے
رستم کا بدن زیر کفن کانپ رہا ہے　　　ہر قصرِ سلاطین زمن کانپ رہا ہے
شمشیر بکف دیکھ کے حیدر کے پسر کو
جبریل لرزتے ہیں سمٹتے ہوئے پر کو　(دبیر)

۵۔ رجز:

عربوں میں جنگ کا رواج تھا کہ دونوں خیمے کے جنگجو میدانِ جنگ میں آمنے سامنے ہوتے تو معرکہ آرائی سے قبل ایک دوسرے کو للکارتے تھے، اپنی اور اپنے آباواجداد کی طاقت، شجاعت، عظمت، اوصاف وکمالات اور دینداری وایمانی قوت وغیرہ کا ذکر کرتے تھے، جس میں بے پناہ جوش، غضب اور ولولہ ہوتا تھا۔ گو کہ رجز مرثیہ کا وہ جز وہے جس میں شاعر ہیرو کی ذاتی، خاندانی، یا قومی فخر پر مشتمل شعر کہتا ہے، جو میدان جنگ میں حریف کو مرعوب کرنے اور رفیقوں کا حوصلہ بڑھانے کے لئے

ہوتے ہیں۔

دنیا ہو اک طرف تو لڑائی کو سر کروں　　آئے غضب خدا کا ادھر، رخ جدھر کروں

بے جبرئیل کا رقضا و قدر کروں　　انگلی کے اک اشارے میں شق القمر کروں

طاقت اگر دکھاؤں، رسالت مآبؑ کی

رکھ دوں زمین پہ چیر کے ڈھال آفتاب کی　　(انیس)

۶۔ رزم:

اس حصے میں شاعر جنگ کے مناظر پیش کرتا ہے، جنگ کی تصویر کشی مرثیہ کا سب سے اہم حصہ ہے، مرثیہ نگار اس حصے کی پیشکش میں اپنی تمام قوتیں صرف کرتا ہے، جس میں شاعر اپنی قادرالکلامی اور شاعرانہ فنکاری کی بھرپور عکاسی کرتا ہے، کلام کو فصیح تر بناتا ہے، حد درجہ بلیغ اشعار رقم کرنے کی کوشش کرتا ہے، اردو مرثیہ نگاروں نے اس حصے میں بلاغت وفصاحت کے دریا بہائے ہیں۔

مرثیہ نگاری میں فنی اعتبار سے یہ حصہ سب سے اہم ہوتا ہے، طوالت کے اعتبار سے بھی یہ حصہ سب سے طویل ہو سکتا ہے، اس حصے میں شاعر میدان جنگ کی تیاری، فوجوں کے ساز وسامان، گھوڑوں کے تعرے ان کے غیض وغضب اور براق کی سی تیز رفتاری، تلواروں کی چمک، نیزوں کی کڑک، سپاہیوں کی پھرتی، مقابلہ اور معرکہ آرائی وغیرہ، جیسی کیفیتوں اور حالتوں کو بھی بڑی خوبی سے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ حصہ شاعر کے لئے بھی بے حد اہم ہوتا ہے، اس میں اس کی بلند خیالی، قوت اظہار اور فنی دسترس کا پتہ چلتا ہے۔ اردو مرثیہ نگاروں نے بڑی مہارت اور فنی چابک دستی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جنگ کے جیتے جاگتے مرقعے پیش کئے ہیں۔ مثال۔۔

فرما کے علی شہ صفدر ہوئے سوار　　ہٹ کر عقاب پر علی اکبر ہوئے سوار

عباس لے کے رایتِ حیدر ہوئے سوار　　بتیس شہ سوار برابر ہوئے سوار

چالیس پیدل آگے جلو میں بہم چلے

لے کر یہ فوج لڑنے کو شاہ الم چلے　　(دبیر)

اس بند میں شاعر نے ایک مختصر سی فوج کی صف بندی کا نقشہ کیا خوب کھینچا ہے۔

۷۔ شہادت

مرثیہ کا یہ حصہ بھی اہم ہوتا ہے، اس حصے میں حسینی فوج کے جنگجو کی شہادت کا منظر بیان ہوتا ہے، شہید کا میدان جنگ میں معبود حقیقی سے جا ملنا، درد والم کا ماحول پیدا کرتا ہے، جس پر بین کی شدت کا انحصار ہوتا ہے۔ اس حصے میں شہید کی بہادری، اس کی جرأت، فن سپاہ گری کے کمالات کا بیان کرتے ہوئے زخم سے چور چور لڑتے ہوئے جنگجو کی شہادت کا ذکر ہوتا ہے۔ یہ مرثیہ کا بڑا دردناک حصہ ہوتا ہے، یہاں مرثیہ نگار شہادت کی دلدوز مرقع کشی کرتا ہے اور جذبات نگاری کی پر سوز عکاسی سے اس الم ناک ماحول کی منظر کشی کرتا ہے۔ مثال ۔۔

گرتے ہیں اب حسینؑ فرس پر سے، ہے غضب!　　نکلی رکاب پائے مطہر سے، ہے غضب!
پہلو شگافتہ ہوا خنجر سے، ہے غضب!　　غش میں جھکے، عمامہ گرا سر سے، ہے غضب!
قرآن رحلِ زیں سے سرِ فرش گر پڑا
دیوار کعبہ بیٹھ گئی عرش گر پڑا　　(انیس)

۸۔ بین:

یہ مرثیہ کا آخری جزو ہے، اس حصے میں مجاہد کی شہادت اور لاش کو خیمہ میں لانے ارو پھر شہید کے اہل وعیال، عزیز و اقارب اور اہل بیت کا رنج والم، خاص طور سے عورتوں اور بچوں کا میت کے گرد بین، آہ وبکا اور گریہ وزاری کی عکاسی کی جاتی ہے۔ اور یہی مرثیہ کا حاصل بھی ہے، شاعر اس حصے کو اتنا پر اثر اور جاندار بنا دیتا ہے کہ اسی سے مجلس برپا ہوتا ہے، سننے والے پر ایسا اثر ہوتا ہے کہ ضبط گریہ امر محال ہو جاتا ہے۔ مثال ۔۔

اکبر کو سنانے کو یہ کہتی تھی زباں سے　　اب عون و محمد تمہیں لاؤں میں کہاں سے
جو کام کیا پوچھ کے مجھ سوختہ جاں سے　　اب قدر ہوئی پیاروں کی جب چھٹ گئے ماں سے
کیا جان کے دم بھرتی تھی ہمشکل نبیؐ کا
سب کہنے کی باتیں ہیں نہیں کوئی کسی کا　　(دبیر)

☆☆☆☆☆